مرکز علم دارالعلوم حقانیہ

سعودی عرب کے روزنامہ "المدینہ المنورہ" کے تاثرات

احمد محمد محمود مدنی

۱۹سال قبل صفر ۱۳۹۳ھ میں سعودی عرب کے صحافیوں کے ایک وفد نے دارالعلوم حقانیہ کا معائنہ کیا۔ اس وفد کے ارکان نے اخبارات میں اپنے وقیع تاثرات کا اظہار کیا۔ہم یہاں سعودی عرب کے کثیر الاشاعت روزنامہ "المدینہ المنورہ" سے جناب احمد محمود صاحب مدنی کے تاثرات کا ترجمہ پیش کررہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(ادارہ)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج ہمارا اولین پروگرام تھا کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی زیارت کریں۔

یہ مدرسہ دارالعلوم حقانیہ درحقیقت اس عظیم علمی شجر دارالعلوم دیوبند کی ایک بہت بڑی شاخ ہے۔جو ہندوستان میں قائم کیا گیا تھا۔جو علوم اسلامیہ کے متبحر فضلاء کا مصدر ہے۔

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو ان پیشرؤوں نے (جن کے سرخیل حضرت مولانا عبدالحق صاحب شیخ الحدیث تھے) دارالعلوم دیوبند کی نہج پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی جو نوخیز پاکستان میں اسلامی تعلیمات کی نشرواشاعت اور دعوت تبلیغ کے لیے علماء مہیا کرے۔اور اب تک اس علمی ادارہ سے دوہزار فضلاء سند فراغت حاصل کرچکے ہیں۔جو یورپ،امریکہ،افریقہ اور پاکستان کے اطراف واکناف میں اسلام کی نشر واشاعت کے سلسلہ میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اور اس مدرسہ میں حالاً ایک ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں جن میں چھ سال بچوں سے لے کر بوڑھوں تک حصول علم میں مصروف ہیں۔اور یہ مدرسہ تمام بیرونی طلبہ کی معاشی ضروریات علاج ادویہ،رہائش، طعام اور دیگر اخراجات کا کفیل ہے۔اور جملہ طلبہ کو درسی کتابیں دارالعلوم کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ اور یہ طلبہ سرحدات چین وروس،ایران،افغانستان تھائی لینڈ اور پاکستان کے قرب وجوار اور دور دراز سے اس مدرسہ بلکہ علمی یونیورسٹی میں حاضر ہوتے ہیں۔

دارالعلوم میں درس وتدریس کے تین مراحل ہیں ہر مرحلہ میں تین سال گذارنے سے طالب علم کو مجموعی طور پر حصول علم میں نو سال صرف کرنے پڑتے ہیں۔اوقات تنظیم صبح وشام سات گھنٹے ہیں۔

دارالعلوم کو کتابوں کی کمی کی شکایت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے،خاص کر وہ

کتابیں جو لغت عربی میں مدد دے سکیں۔ اور مجھ سے شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ نے یہ بھی ذکر کیا کہ مدرسہ دارالعلوم حقانیہ قواعد لغت نحو، صرف بلاغت پر مشتمل کتابوں کی اعانت کے سلسلہ میں عرب ممالک کی توجہ کا متمنی ہے تا کہ طلبۂ علوم دینیہ دور حاضر کے مطابق عربی تقریر و تحریر پر عبور حاصل کر سکیں۔

بفضلہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کے جملہ اخراجات مسلمان قوم کے تبرعات و اعانت سے پورے ہوتے رہتے ہیں۔ بانیین دارالعلوم کی یہی کوشش ہے کہ دارالعلوم اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت میں آزاد اور خود مختار ہو اور یہی وجہ ہے۔ کہ دارالعلوم حکومت کی اعانت کو محبوب نہیں سمجھتا۔ پاکستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں رہنے والے مسلمان اس ادارہ کی اعانت فرماتے ہیں۔

اور دارالعلوم کے عزائم میں سے ہے کہ موجودہ عصری علوم کو بھی دارالعلوم میں داخل کر دیا جائے جبکہ مناسب مالی قوت میسر ہو جائے جس سے تمام ضروری شعبے بروئے کار لا سکیں، اسی طرح فن طب کی تعلیم و تدریس کا بھی دارالعلوم ارادہ رکھتا ہے۔

دارالعلوم حقانیہ میں ہمیں یہ معلوم ہوا کہ صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ مولانا مفتی محمود صاحب نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ پاکستان کی رسمی زبان عربی ہو جائے۔ اور مفتی محمود صاحب نے اس کے لیے دو اسباب بیان کیے ہیں، ایک داخلی اور ایک خارجی، داخلی سبب تو یہ ہے، کہ پاکستان چار مختلف صوبوں میں منقسم ہے جو مختلف زبانیں بول رہے ہیں۔ صوبہ سرحد میں پشتو، بلوچستان میں بلوچی، سندھ میں سندھی اور پنجاب میں پنجابی بولی جاتی ہے۔ پس پاکستان کی مختلف بولیاں بولنے والی قوم کو متحد کرنے کے لیے لغت عربی کو رسمی زبان قرار دیا جائے۔ انگریزی زبان کو پاکستان سے نکال کر اس کی جگہ عربی زبان کو رواج دینا چاہیے۔ جو تمام خصوصیات و مزایا کی حامل ہے۔ خارجی سبب یہ ہے کہ عربی لغت اسلام کی لغت ہے، قرآن پاک اور حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان ہے۔ اور ہمارے عرب بھائیوں کی زبان ہے اور یہ لغت درحقیقت باہمی اتحاد کا ذریعہ اور ممالک اسلامیہ کے تعاون کا سبب وحید ہے۔

ایک اہم چیز جس نے ہمارے دلوں مین رعب برپا کیا جبکہ ہم دارالعلوم حقانیہ کو جی ٹی روڈ سے اترنے والے تھے۔ ہم نے راستہ کے دونوں جانب طلبہ کے عظیم ہجوم کو قطاروں کی شکل میں دیکھا جو اپنے ہاتھوں میں گلاب اور دیگر قسم کے پھول اٹھائے ہوئے تھے اور کتبوں پر اھلاً و سھلاً کے کلمات درج تھے۔

سب سے پہلے میرے ذہن میں جو خیال گذرا وہ یہ تھا کہ شاید یہاں صوبے کے بڑے وزراء آئیں گے، اس لیے انہوں نے ترتیب و خوش آمدید کا یہ انتظام کیا ہے۔ لیکن جب ہماری کار کھڑی ہوئی تو ہم نے عجیب منظر دیکھا، طلبہ کی طویل قطاریں لمبے راستے کے دونوں طرف کھڑی تھیں جو سڑک سے درالعلوم تک پھیلی ہوئی تھیں، تکبیر اور تہلیل کے نعرے ایک ہی آواز میں گونج رہے تھے۔ اسلامی اتحاد

کا علمبردار شاہ فیصل زندہ باد ،اھلاً و سھلاً مہمان حرم خوش آمدید۔

میں اپنے دوست راشد فہدالراشد کو ڈھونڈ رہا تھا جو میرے ساتھ گاڑی میں سردی کو محسوس کر رہا تھا اور وہ کسی گرم مکان میں گرمی حاصل کرنے کا متلاشی تھا۔میں نے بعد از تلاش اسے دیکھا کہ وہ نرم و گرم رفتار میں خراماں تھا اور طلبہ واساتذہ کے ترحیبی نعروں نے اس سے سردی کو اڑا دیا تھا اور اس تواضع واعزاز کے سامنے سردی کا حجاب پھٹنا لازمی تھا۔

حیرت و تعجب ہے اس فرق عظیم پر کہ ادھر ہم اپنے شہروں میں ان مہمانوں کی تشریف آوری کے موقعہ پر استقبال میں شریک ہوتے تھے اور یہ بات ہماری عقول سے بہت دور تھی کہ ہمارا بھی ان مہمانوں کی طرح استقبال کیاجائے گا،مروت وشجاعت کا یہ استقبال جوصرف زعماء ورؤساء کے لیے منعقد ہوتا ہے، کونسی وہ خصوصیت ہے جس کی بناء پر ان بزرگوں نے ہمارا گرمجوشی سے استقبال کیا جن کے ہم باعتبار عمر کے اگر نواسے نہیں تو بیٹے توضرور ہیں میرے سامنے صرف یہی توجیہ تھی کہ احترام واکرام کے مناظر صرف اور صرف رمزواشارہ ہیں کہ ہم جزیرہ عرب سے آئے ہوئے ہیں۔جہاں اسلام کی روشنی دنیا کے گوشوں میں پھیلی ہے۔

شیر علی شاہ مدرس دارالعلوم حقانیہ نے استقبالی جلسہ میں خطاب کیا،جس کے کلمات اب بھی میرے کانوں مین گونج رہے ہیں۔

ہم ان شخصیات کی اولاد کے فرائض مہمان نوازی کی ادائیگی میں قاصر ہیں،جنہوں نے ہم پر اسلام جیسی عظیم نعمت کو پیش کیا اور تمام عجم میں دین اسلام کی تعلیم دی۔

ایک طالبعلم مولانا فضل الرحمن مولانا مفتی محمود وزیر اعلیٰ سرحد کے برخوردار ہیں۔دارالعلوم حقانیہ مین زیر تعلیم ہیں، نے قرآن مجید کی چند آیات "سبح للہ ما فی السموات وما فی الارض وھو العزیز الحکیم ۃ یآیہاالذین آمنو لم تقولون مالاتفعلون ۃ-----الخ---خوش آوازی اوردلکش قرات کے ساتھ تلاوت کیں۔

****************** ہم پوری قوت سکوت اور خشوع کے ساتھ آیات بینات کو سن رہے تھے اور وہ ہمارے کانوں میں حلاوت وبشاشت مہیا کر رہی تھیں۔

اس دارالعلوم کی زیارت نے ہماری نگاہوں میں دیگر مشاھد و آثار کی زیارت کی قدرو قیمت کو گھٹا دیا ہے۔